محراب نظر

واصف عابدی

نوٹ:

یہ کتاب محراب نظر شہر سہارنپور کے مشہور و معروف شاعر ''تاجدار سخن'' عالیجناب واصف عابدی صاحب کے کلام کا مجموعہ ہے۔ مرحوم کی خدمات اور ادبی صلاحیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے شہید رابع گروپ نے آپ کی کتابوں کو پی ڈی ایف فایل کی صورت میں محفوظ اور انٹرنیٹ پر نشر کیا۔

محرابِ نظر

اِنتسَابُ

الٰہی رہنما۔ امامتِ کبریٰ کے آخری دُرِ شہوار
حُجتِ خدا۔ صاحبِ امر۔ ولیِ عصر۔
یوسفِ فاطمہؑ۔ وارثِ سیّدالشہداءؑ۔
سلطانِ کائنات۔ حضرت بقیۃُ اللہ
مہدی المنتظرؑ۔ قائمِ آلِ محمدؐ کی جلالت
پناہ بارگاہ میں
ایک حقیر بضاعت

واصف عابدی
سہارنپوری

ہدیۂ خلوص

تحریکِ آلِ محمدؐ کے نقیب

علم و کمال کے آفتابِ درخشاں

حجت الاسلام علاّمہ آقائے سید محمدؐ موسوی کے لیے —

جن کی دعاؤں اور نوازش بیکراں کے زیرِ سایہ

میرے ادبی افکار منظرِ عام پر آسکے —

واصف عابدی

حرفِ مُرتّب

باوقار۔ زندہ دل۔ جواں فکر شاعر و ادیب۔ اقدارِ حیات کے ترجمان۔ محترم سید اخلاق حُسین صاحب واؔصفؔ عابدی سہارنپوری کا مدحِ اہلبیتِ اطہارؑ سے متعلق یہ دوسرا ادبی شاہکار "محرابِ نظر" اربابِ ملّت کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

۱۹۷۵ء میں غزلوں اور نظموں پر مشتمل موصوف کا شعری مجموعہ "حریمِ فکر" شائع ہوچکا ہے۔

نیز ۱۹۸۴ء میں ادارہ "پیامِ اسلام سہارنپور" کے زیرِ اہتمام مدحِ معصومین علیہم السلام سے متعلق ممدوح کا شعری مجموعہ "موجِ کوثر" کا افرادِ ملّت نے شایانِ شان استقبال کرکے جس طرح علم دوستی کا ثبوت دیا وہ قابلِ ستائش ہے۔

یقین ہے کہ زندہ دلانِ قوم "محرابِ نظر" کو قدر و عظمت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔!

ربِّ کریم ــ ہم سب کو خدمتِ دین کی توفیق کرامت فرمائے۔ آمین

خادمِ ملّت

اظہر کاظمی سہارنپوری

گفتگو :- واصف عابدی

بلاشبہ سرکارِ دو عالمؐ اور آپ کے اہلبیتِ اطہارؑ ۔
ذاتِ واجب کا مظہر ہیں ۔ انسانوں کا طائرِ فکر ان کے فضل و کمال کی بلندیوں تک نہیں پہونچ سکتا ۔ اِن بلند نفوس کی توصیف و ثنا کے نورانی راستوں پر گرمِ سفر ہونا آسان کام نہیں ہے ۔ یہ معرکہ توفیقِ الٰہی اور جذبۂ تولّا کے ذریعہ سر ہوتا ہے ۔

خدا کا شکر ہے کہ میں اِن راستوں پر ایک عرصہ سے سفر کر رہا ہوں ۔ زیرِ نظر مجموعہ میرے جذبۂ تولّا کا ترجمان ہے یہ میری دوسری ادبی کاوش ہے ۔ بازارِ نظر میں اس کی کیا حیثیت ہے؟ یہ فیصلہ کرنا اہلِ نظر کا کام ہے ۔

میں سرکار حجّت الاسلام علّامہ سید محمّد موسوی صاحب قبلہ مدظلہٗ العالی کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس سلسلہ میں میری سرپرستی فرمائی نیز جناب علّامہ سہیل آفندی صاحب حیدرآبادی و جناب خلش بڑودوی کا شکرگزار ہوں کہ ان دونوں حضرات نے "محرابِ نظر" کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ۔

بارِ الٰہ ـــ یہ ناچیز تحفہ قبول فرما ۔ اور بحقِ محمدؐ و آلِ محمدؐ اسکو بروزِ حشر میری شفاعت کا وسیلہ قرار دے آمین ۔

واصف عابدی ؟

موجِ کوثر سے محرابِ نظر تک

از۔ علاّمہ سُہیل آفندی
حیدرآبادی

"موجِ کوثر" پراس سے قبل اپنے تاثرات کا اظہار کر چکا ہوں۔
خیالوں کی پاکیزگی۔ پیام وسلام۔ تبلیغ محبّت ارسالِ اقدار کا نام ہے
"موجِ کوثر" اس میں خلوص و عقیدت کا پہلو نمایاں تھا۔
"محرابِ نظر" میں اسی جوہر کا عالمی پیمانے پر ارسال ہے اب
جہاں بھی جذب کی صلاحیت ہوگی وہاں پیغام پہونچ جائے گا۔
علاّمہ اقبال نے مردوں کی شمشیروں کے تین جوھر
بتلائے ہیں ۔۔

یقیں محکم ۔ عمل پیہم ۔ محبت فاتحِ عالم"
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

مجھے بڑی خوشی ہوئی جب میں نے یہ تینوں جوہر واصف عابدی
کے یہاں پالیے۔ اپنے مسلک اپنے ضابطۂ حیات پر یقینِ محکم
اتنا ہے کہ" "لوگ جب گھبرا اٹھیں گے ظلمتِ انوار سے
واقعہ یہ ہے اُجالا ہم سے مانگا جائے گا"
اور یہ وہ یقینِ محکم ہے ۔ جو دانشوروں۔ محققوں۔

مصلحوں اور مجاہدوں کو عملِ پیہم کیطرف لے جاتا ہے اور معرکۂ حیات میں ان کا حوصلہ بن جاتا ہے!

آج کل شعراء کی اکثریت شہر اور کربلا کو علامت بنائے ہوئے ہے۔ واصف عابدی نے بھی ان دونوں علامتوں کو اپنی فکر کا سہارا بنایا ہے۔ لیکن ان کے اسلوب میں انفرادیت ہے ان کا یہ شعر دیکھیے۔ مورّخ کا قلم لکّھے نہ لکّھے واقعہ یہ ہے

لہو کا کام ہے تاریخ کے رخ پر مچل جانا

کربلا کے پس منظر میں اس شعر کو دیکھیے تو معلوم ہوگا کہ حق و باطل کے معرکوں میں مورخوں نے جہاں بھی پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے وہاں جانبازوں کا لہو تاریخ کے چہرے کو سُرخ کر گیا ہے۔ کربلا کی طرف کتنی خوبصورت اشاریت ہے کہ کربلا کا لفظ نہیں آیا اور شاعر نے سامع کے ذہن کو وہاں پہونچا دیا۔ اور اسی روشنی میں اس شعر پر بھی نظر ڈال لیجیے۔ شعر۔

دیارِ سنگ کا دستور ہی نرالا تھا

لہولہان تھا جو بھی شعور والا تھا

کربلا کے سوا آپ اس شعر کو کہاں لے جائیں گے اور اگر لے بھی گئے تو کربلا "مِصْدَاقِ اَوّلُ" تو بہر حال رہی۔ اس شعر میں بھی کربلا کا لفظ نہیں آیا اور شعور والا کہکر شاعر نے تمام اعلیٰ قدروں کا احصار کر لیا ایک اور لطافت یہ بھی ملاحظہ کیجیے کہ شہر کے بجائے وہ دیارِ سنگ لائے ہیں اور جس شہر کا ذکر کر رہے ہیں اس کی صفت بھی بیان کر دی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ابھی فکر و نظر میں بڑی گنجائش ہے۔

مجھے امید ہے کہ مدحِ اہلبیتؑ اطہار پر مشتمل شعری مجموعہ "محرابِ نظر" اردو ادب میں اک گراں قدر باب کا اضافہ کرے گا۔

"محرابِ نظر"

جناب بُدھ پرکاش صاحب جوہرؔ دیوبندی

مغفرت کا راستہ ہے گُلشنِ جنّت کا در
آئینہ قراں کا ہے ایماں کا عکسِ معتبر
یہ ہے جوہرؔ حمد و نعت و منقبت کا شاہکار
سر بسر محرابِ کعبہ ہے یہ "محرابِ نظر"

خُوشنما گوہر۔

از۔ علیم الدین۔ علیمؔ سہارنپوری

علم کا جوہر ہے "محرابِ نظر"
نور کا پیکر ہے "محرابِ نظر"
فکرِ واصفؔ عابدی کا اے علیمؔ
خوشنما گوہر ہے "محرابِ نظر"

معتبر جاگیر۔

از غفران اثرؔ سہارنپوری

عشقِ آلِؑ رسولؐ کی تصویر
حُسنِ فکر و شعور کی تنویر
اے اثرؔ یہ حَسین مجموعہ
ہے عقیدت کی معتبر جاگیر

واصفؔ عابدی میری نظر میں

حضرت خلشؔ بڑودوی

واصفؔ عابدی صاحب ایک سچے فن کار ہیں۔ ان کے یہاں نہ بناوٹ ہے نہ تصنّع۔ وہ جو کچھ محسوس کرتے ہیں دو ٹوک کہتے ہیں۔ اور شاعرانہ چابک دستی کے ساتھ کہتے ہیں۔ ان کا پیرایۂ خیال بھی وسیع ہے ان کے فن میں سچّائی بھی ہے اور بے ساختہ پن بھی۔ اس لئے وہ اپنے محسوسات کو بڑی آسانی کے ساتھ کاغذ پر بکھیر دیتے ہیں۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں نہایت سمجھ داری اور ذمّہ داری کے ساتھ کہتے ہیں۔ اُن کے لہجے میں نیا فن بھی ہے اور عصری فکر بھی۔

اس سے الگ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان کے سینے میں ایک سچّے مسلمان کا دل دھڑک رہا ہے وہ ایک طرف شمعِ رسالت کے پروانے ہیں تو دوسری طرف قوم کے ہمدرد اور بزرگانِ دین کے معتقد بھی ہیں۔

انہوں نے نعتیں بھی لکھی ہیں اور منقبتیں بھی۔ اور قومی نظمیں بھی ان کے رشحاتِ قلم سے صفحۂ قرطاس پر نمودار ہوتی رہتی ہیں۔

ان کی نعتیں سُرور میں ڈوبی ہوئی ہیں ان کے یہاں کربلا کی انوکھی جنگ کے لازوال تاثرات بھی نظر آتے ہیں۔ امامؑ عالی مقام کے بے پناہ عزم و ہمت ان کے صبر و تحمل اور پیغام کی جھلکیاں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اگر ان کا مجموعہ "موجِ کوثر" آپ کی نظر سے گذرا ہے

توکوئی وجہ نہیں ہے کہ میرے مندرجہ بالا جملوں پر آپ کو یقین نہ آئے۔
"حرفِ دیدِ فکر" اور "موجِ کوثر" کے بعد "دعا مشکول"
کو انہوں نے نظم فرما کر ایک کارنامہ انجام دیا ہے۔
عشقِ رسولؐ میں سرشار واصف عابدی کے یہ
نعتیہ اشعار صرف اشعار نہیں بلکہ صداقت کی بولتی تصویریں ہیں
ملاحظہ فرمائیے ـــ

فقیہہ عصر بتائے گا کیا پتا اس کا
کہ دل کی راہ میں ملتا ہے نقشِ پا اس کا

کتابِ حکمت و دانش کی آبرو کہیئے
وہ ایک حرف جو کردار کہہ گیا اس کا

واصف عابدی کو حضرت امامؑ سے والہانہ عشق ہے
وہ کربلا کے لازوال پیغام کو اپنے دل کے سرور اور جذبے کی آنچ دیکر
پورے انسانی معاشرے کے لیے اس طرح پیش کرتے ہیں۔

کربلا تہذیب ہے، کردار ہے، پیغام ہے
فکر کے تیور بنامِ کربلا محفوظ رکھ

غمِ حسینؑ علامت ہے آدمیت کی
یہ سب کی بات ہے گورا ہو یا کوئی کالا

واصف عابدی کے فن ان کے بے پناہ تاثر ان کی

انسان دوستی اور گہری سمجھ بوجھ سے اردو شاعری کی بڑی امیدیں وابستہ ہیں ـ

مجھے یقین ہے کہ اگر آپ نے "محرابِ نظر" کا مطالعہ توجہ اور دلچسپی سے کیا تو اگلے صفحات میں آپ کو ایسے بہت سے اشعار نظر آئیں گے جن سے آپ روحانی حظ حاصل کر سکیں گے ـ!

"خالقِ محرابِ نظر" کے نام ـ

ہارون صابر سہارنپوری

محترم واصف عابدی صاحب

زندگی اور محبت کے شاعر ہیں ـ مذہبی رہنماؤں سے انہیں سچی عقیدت ہے "محرابِ نظر" کی روشنی میں اُن کے افکار کا جائزہ لیا جا سکتا ہے ـ ا

"روشن چراغ"

یہ محبت کا ہے اک روشن چراغ ⁂ یہ صداقت کا ہے اک روشن چراغ
کہتے ہیں سب جسکو "محرابِ نظر" ⁂ علم و حکمت کا ہے اک روشن چراغ

حمدِ پروردگار؟ "سورۂ حمد" کی روشنی میں

ہے سہارا کبریا کے نام کا
جو ہے رحمٰن ورحیم آقا مرا

لائقِ حمد و ثنا ہے حق کی ذات
جو ہے ربّ العالمیں، عالی صفات

خالقِ کونین ۔ رحمٰن ورحیم
مالکِ روزِ جزا ربِّ کریم

تیری ہی کرتے ہیں ہم تو بندگی
طالبِ امداد ہیں بس تجھ سے ہی

رکھ تو سیدھی راہ پر ثابت قدم،
دائمی ہم پہ رہے تیرا کرم

راہ اُن کی جنکو نعمت کی عطا
جو ہیں تیرے خاص بندے اے خدا

جو ہیں نافرمان اور بھٹکے ہوئے
تو بچانا ہم کو اُن کی راہ سے

نعتِ سرکارِ ؐ دو عالم

اے کنزِ نبوت کے گہر، شمعِ ہدایات
عالم کے لیئے باعثِ رحمت ہے تری ذات

پنہاں ہیں ترے نام میں اسرارِ الٰہی
لاریب کہ سرچشمۂ عرفاں ہی تری ذات

محبوبؐ خدا، ختمِ رسلؐ، فخرِ دو عالمؐ
جز تیرے کسے حق سے ملے ہیں یہ خطابات

یہ اوج و شرف تیرے سوا کسکو ملا ہے
خالق سے ہوئی عرشِ معلّٰی پہ ملاقات

رَف رَف سے بھی پہونچا نہ گیا گرد کو تیری
تو نے کیئے اس شان سے طے ہفت سماوات

کردار سے ہے تیرے عیاں عظمتِ داور
گفتار تری مرکزِ اعجاز و کرامات

کب دیکھیئے واصفؔ ہو مدینہ سے اشارہ
کٹتے ہیں اس امید پہ اب ہجر کے دن رات

بارگاہِ رسالت میں

ا۔ ح۔ م۔ د۔ مجتبیٰ (ص)

ظاہر ہوا "الف" سے کہ اوّل جناب ہیں
"ح" سے حیاتِ حکمت و دانش کا باب ہیں
ہے "میم" معتبر کہ مکرّم ہے ان کی ذات
ہے "دال" سے دلیل کہ ختمی مآب ہیں

مجموعۂ کمال

ممکن کے دائرے میں فضیلت کا باب ہیں
واجب کی عظمتوں کا نمونہ جناب ہیں
سرچشمۂ کمال ہے ذاتِ خدائے پاک
مجموعۂ کمال، رسالت مآب ہیں

اسلام

غیر معصوم کے در پر کبھی سر خم نہ کیا
حق شناسی کا سبق سارے زمانے کو دیا
ہم سے پوچھے کوئی اسلام کسے کہتے ہیں
ہم نے اسلام محمدؐ کے گھرانے سے لیا

نذرِ سیّدِ لولاکؐ

پروردگارِ انقلاب

مصطفےٰؐ اے عرشِ حکمت، آسمانِ زندگی
سیّدِ لولاکؐ میرِ کاروانِ زندگی

اے عروجِ زندگی روحِ روانِ زندگی
اے کمالِ علم بحرِ بیکرانِ زندگی

اے خدائے حرّیت اے نکتہ دانِ زندگی
تیرے دم سے بڑھ گئی توقیر و شانِ زندگی

شافعِ روزِ جزا سرچشمۂ خلقِ عظیم
باعثِ تخلیقِ عالم، پاسبانِ زندگی

حجّتِ داورؐ، نبیِ محترمؐ، عالی وقار
ہادیؐ دیں، مصحفِ ناطق، لسانِ زندگی

تونے اس طرح جلائی مشعلِ عزم و یقیں
مٹ گئی تاریکیِ وہم و گمانِ زندگی

یہ ترا حُسنِ تدبّر تھا کہ برقِ ظلم سے
ہو گئی محفوظ شاخِ آشیانِ زندگی

کر دیا تو نے مقامِ زندگی سے آشنا
نوعِ انساں کو سُنا کر داستانِ زندگی

کون واقف تھا صراطِ زندگی کے نام سے
وادیٔ بطحٰی سے ابھرے ہیں نشانِ زندگی

"السّلام اے نازشِ کونینؐ شاہِ خوشخصالؐ"
"السّلام اے مالکِ کوثر حبیبِؐ ذوالجلال"

وقف ہے رعنائیِ فکر و نظر تیرے لئے
سرنگوں ہے رفعتِ شمس و قمر تیرے لئے

حق نے بھیجی سورۂ یٰسٓ و طٰہٰ کی قبا
اے رسولِ ہاشمی صؐ خیر البشر صؐ تیرے لئے

صنعتِ خالق کا تو ہے شاہکارِ اوّلیں
کیوں نہ ہو پھر رونقِ شام و سحر تیرے لئے

دیکھ کر روزِ ازل، تصویرِ نورانی تری
بن گیا آئینہ خود آئینہ گر تیرے لئے

منزلِ اسریٰ کی زینت تیرا اندازِ خرام
خالقِ اکبر کا فیضانِ نظر تیرے لئے

تو نے یوں توڑا طلسمِ جبر و استبداد کو
مسکرایا پرچمِ فتح و ظفر تیرے لیے

خونِ سے سینچا چمن آلِ عباؑ نے دین کا
باوفا اصحابؓ کھیلے جان پر تیرے لیے

اپنے قدموں میں بلالے سبز گنبد کے مکیں
مضطرب ہے، واصفِ آشفتہ سر تیرے لیے

"تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام اے وارثِ اُم الکتاب
رحمتہ اللعالمینؐ ، پروردگارِ انقلاب"

نعت ختمی مرتبتؐ

فقیہہِ عصر بتائے گا کیا پتا اُس کا،
کہ دل کی راہ میں ملتا ہے نقشِ پا اسکا

جو حق پرست ہی تنہا نہیں ہے دنیا میں
کتاب اسکی، نبیؐ اسکے ہیں خدا اس کا

جمالِ صدق کی تعبیر گفتگو اس کی
کمالِ عدل کا معیار مدّعا اس کا

وہ اس کی سعیٔ مسلسل نظامِ نو کیلئے
وہ تیرگی سے اجالے تراشنا اس کا

کتابِ حکمت و دانش کی آبرو کہیے
وہ ایک حرف جو کردار کہہ گیا اس کا

بقائے دیں کے لئے کربلا کی ریتی پر
لہُولہو ہوا ایک ایک آئینہ اس کا

بھٹک سکینگے نہ اہلِ وفا کبھی واصفؔ
نظر کے سامنے رہتا ہے نقشِ پا اس کا

تضمین بر سلام حضرت احمد سہانپوری

"سلام کہہ دینا"

رموزِ حق کے امیں سے سلام کہہ دینا
کمالِ عزم و یقیں سے سلام کہہ دینا
وفا کے مہرِ مُبیں سے سلام کہہ دینا
"صبا مرا شہِ دیں سے سلام کہہ دینا"
"زمیں کا عرشِ بریں سے سلام کہہ دینا"

گدازِ عشق کے مرکز درِ محمدؐ تک
پہونچ سکے جو کبھی تو ریاضِ امجد تک
ترا گذر ہو اگر عظمتوں کی سرحد تک
"رسائی ہو جو مدینے کے سبز گنبد تک"
"تو کملی والے حسیں سے سلام کہہ دینا"

مری حیات پہ رنج والم کا ہے ڈیرا
مصیبتوں نے مجھے ہر طرف سے ہی گھیرا
یہ آرزو ہے مری یہ ہے مدّعا میرا
"گذر نہ ہو جو مزارِ حضورؐ تک تیرا"
"تو جالیوں کے قریں سے سلام کہہ دینا"

جو اہلِ دل ہیں عقیدت کے گل لٹاتے ہیں،
خلوص و مہر و وفا کے دیے جلاتے ہیں
جہاں پہ جن و بشر اپنا سر جھکاتے ہیں
"جس آستاں پہ نگاہیں ملک بچھاتے ہیں"
"اس آستاں کی زمیں سے سلام کہہ دینا"

"جانِ رسالتؐ"

شبیرؑ سے نسبت تو عباسؑ کو ہے لیکن
وہ جانِ رسالتؐ ہے یہ جانِ امامتؑ ہے

یکساں ہے مراتب میں اولادِ پیمبرؐ کی
اس گھر کا ہر اک بچہؑ قرآن کی صورتؐ ہے

امیرِ کائنات کی نذر

ثنائے ابوترابؑ

ایماں کی روشنی ہے ثنائے ابوترابؑ
معیارِ آگہی ہے ثنائے ابوترابؑ
سرمایۂ خودی ہے ثنائے ابوترابؑ
معراجِ زندگی ہے ثنائے ابوترابؑ
ہاں اے قلم شعور کے حق میں بیان دے
محرابِ اعتبار میں اُٹھ کر اذان دے

اہلِ وِلا ہیں جوشِ تولّا لئے ہوئے
اپنے دلوں میں شوق کی دنیا لئے ہوئے
شیشوں میں ہیں غدیر کی صہبا لئے ہوئے
بندوں میں ہیں تجلیٔ کعبہ لئے ہوئے
فکروں میں علم و فضل کی روشن دلیل ہے
ذہنوں میں ذوالفقار کا عکسِ جمیل ہے

قرآں کی رہبری میں عقیدت کو دے صدا
اوج و شرف کا ایک حسیں سلسلہ بنا
دنیائے نظم کو نئے انداز سے سجا
لفظوں کے دیپ دامنِ قرطاس پر جلا

پردہ اٹھا قیاس کا دروازہ بند کر
مدحِ امامِ دیں کے علم کو بلند کر

اوصاف اس کے لکھ جو نبیؐ کا وزیر ہے
خیبر شکن ہے ضیغمِ ربِّ قدیر ہے
مولائے کل ہے دونوں جہاں کا امیر ہے
مثلِ رسولِؐ پاک، سراجِ منیر ہے

ظلمت کی نبض ڈوب گئی جسکے نام سے
نورِ خدا کی بات بنی جس کے نام سے

وہ جس کا نام قلبِ مسلماں کی آرزو
وہ جس کا نام، دینِ محمدؐ کی آبرو
وہ جس کا نام فلسفۂ حق کی گفتگو
وہ جس کا نام منزلِ وحدت کی جستجو

وہ جس کی ذات وارثِ اُمُّ الکتاب ہے
عصمت کے دائرے میں ولایت مآب ہے

سلمانؓ باصفا کے لبوں کی دعا، علیؑ
عمارؓ کی طلب کا دُرِ بے بہا، علیؑ
بوذرؓ کے سوزِ عشق و وفا کی بنا علیؑ
قنبرؓ کی جاں، بلالؓ کے دل کی صدا علیؑ

بنتِ اسد کی گود کا پالا کہیں جسے
بیمار زندگی کا مسیحا کہیں جسے

مقصودِ کائنات علیؑ، مُدعا علیؑ　　مجموعۂ صفات علیؑ، پیشوا علیؑ
پیغمبرِ حیات ــــ علیؑ، رہنما علیؑ　　شمعِ حریمِ ذات　علیؑ، مرتضیٰ علیؑ
کوثر علیؑ کے نام ہے جنّت علیؑ کی ہے
دربارِ ذوالجلال میں عزّت علیؑ کی ہے

ذکرِ جمیل جس کا عبادت ہے وہ علیؑ　　جو پاسبانِ قصرِ صداقت ہے وہ علیؑ
جو ترجمانِ امرِ مشیت ہے وہ علیؑ　　لوح و قلم پہ جسکی حکومت ہے وہ علیؑ
آیا جو آسمانِ فضیلت لئے ہوئے
فرشِ زمیں پہ عرشِ امامت لئے ہوئے

جس کا عمل بشر کیلئے وجہ افتخار　　جس کا جہاد مرضیٔ معبود کی پکار
جس کا کمال، نہجِ بلاغہ سے آشکار　　جس کا کلام حکمت و دانش کا آبشار
جو منبرِ حقائقِ محکم کا ہے خطیب
توڑی ہے جسکی ضرب نے اوہام کی صلیب

جس کی نظر ہے مرکزِ فیضانِ حرّیت　　جس کی ادا ہے جلوۂ عرفانِ حرّیت
جس کا نفس ہے بوئے گلستانِ حرّیت　　جس کا ضمیر پاک ہے برہانِ حرّیت
جو روحِ انقلاب کا قالب ہے وہ علیؑ
جو عرصۂ حیات پہ غالب ہے وہ علیؑ

میدانِ کارزار کا بے مثل شہسوار　　بابِ علوم، ہادیٔ دوراں فلک وقار
محبوبِ مصطفےؐ، یدِ قدرت کا شاہکار　　عقدہ کشا، خلافتِ کبریٰ کا تاجدار
لمحات پر ہے جس کا تصرّف خداگواہ
صدیوں کا ہے طویل سفر جسکی گردِ راہ

واصف جو صبر و ضبط کا مظہر ہے وہ علیؑ　　جو غازی و جری و دلاور ہے وہ علیؑ
تطہیر و ہل اتیٰ کا جو پیکر ہے وہ علیؑ　　جو جانشینِ شافعِ محشر ہے وہ علیؑ
جو عظمت و جلالِ الٰہی کا ہے نشاں
جو واسطہ ہے ممکن و واجب کے درمیاں

آبِ خنجر؟

شبِ اسریٰ ہے واقف عظمتِ محبوبِ داور سے
ہوئی ہے عرش کو زینت کفِ پائے پیمبرؐ سے

شرف میں بڑھ نہیں سکتا کوئی نفسِ پیمبرؑ سے
کبھی کانٹوں کو نسبت ہو نہیں سکتی گلِ تر سے

وہ ذرّے بڑھ گئے تابندگی میں ماہ و اختر سے
جو واصل ہو گئے رخاکِ درِ سبطِ پیمبرؑ سے

کسے معلوم تھا جب مُنھ چھپالے گی شبِ ہجرت
عیاں ہوگی امامت کی سحر احمدؐ کے بستر سے

وہ لہرائی فضاؤں میں صدا "مَن کُنتُ مولا" کی
وہ موجِ سرخوشی اُبھری غدیرِ خُم کے ساغر سے

ہر اک پہلو حبیبِؐ کبریا کی زندگانی کا
اجاگر ہوگیا ہے سیرتِ شبیرؑ و شبّرؑ سے

اسی نے کلمۂ توحید کے گیسو سنوارے ہیں
مسلمانو۔ سبق لو اسوۂ سبطِ پیمبرؐ سے

شہیدِ کربلاؑ نے استقامت بخشدی ورنہ
علیحدہ ہو چکی تھی آدمیّت اپنے محور سے

دُو پارہ کر دیا تیرِ ستم نے دل صداقت کا
لہو بہنے لگا اسلام کا حلقومِ اصغرؑ سے

امامِ دوجہاں۔ اللہ رے نفسِ مطمئن تیرا
دمِ آخر وضو تو نے کیا ہے آبِ خنجر سے

حسینؑ ابنِ علیؑ نے سر کٹا کر راہِ مولا میں
خدا کے دین کی بنیاد رکھدی ہے نئے سر سے

صف
علیؑ ہیں بائے بسم اللہ کی روحِ رواں دا
کلامِ پاک کی بھی ابتدا ہوتی ہے حیدرؑ سے

خطبۂ زینبؑ

نکہتِ احساس دی، ایثار کا جذبہ دیا
اک غمِ شبیرؑ نے دل کو مرے کیا کیا دیا

ظلم کی دنیا میں پرچمِ صبر کا لہرا دیا
کربلا والوں نے رازِ زندگی سمجھا دیا

خون سے اپنے جلا کر حق شناسی کا دیا
فاطمہؑ کے لال نے دیں کا نشاں چمکا دیا

جراُتِ گفتار دی ۔ کردار کا شعلہ دیا
خطبۂ زینبؑ نے ملّت کا لہو گرما دیا

دین لینا ہے تو آلِ مصطفٰےؐ کے پاس چل
خود پرستوں نے تجھے اسلام سے بھٹکا دیا

رہبری حسنینؑ کی علم و عمل کا نور ہے
بجھ نہ پائے گا کبھی ان کی امامت کا "دیا"

اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کمالِ بندگی
سجدۂ معبود میں شہؑ نے گلا کٹوا دیا

اس حقیقت کے فدائی سبطِ اکبرؑ کو سلام
صلح کر کے جس نے تخت و تاج کو ٹھکرا دیا

تذکرہ ہونے لگا میرا حریمِ قدس میں
مجھ کو مدحِ سرورِ دیںؑ نے کہاں پہونچا دیا

ہم تو کس قابل تھے واصف یہ خدا کا فضل ہے
اس نے جو کچھ بھی دیا بہتر دیا۔ اچھا دیا

تاریخِ وفا

اے مسلماں رنگِ ایثار و وفا محفوظ رکھ
کربلا والے چراغوں کی ضیا محفوظ رکھ

موت کی منزل میں جینے کی ادا محفوظ رکھ
بوتُرابی ہے تو یہ خاکِ شفا محفوظ رکھ

رابطہ ٹوٹے نہ خورشیدِ امامت سے ترا
ذہن میں اپنے شُعاعِ کربلا محفوظ رکھ

تیری جانب بڑھ رہے ہیں دورِ حاضر کے یزید لعین
اسوۂ سبطِ پیمبر صلعم کی ادا محفوظ رکھ

کربلا۔ تہذیب ہے۔ کردار ہے۔ پیغام ہے
فکر کے تیور بنامِ کربلا محفوظ رکھ

کربلا سرمایۂ ایماں ہے مومن کے لئے
کربلا - بر دوشِ تاریخِ وفا محفوظ رکھ

مرتجی افکار سے بیہم الجھنا ہے تجھے
سیرت و کردارِ شاہِ لافتیٰ محفوظ رکھ

فاطمہؑ سے حشر میں تو پائے گا ان کا صلہ
حاصلِ عقبیٰ ہیں یہ اشکِ عزا محفوظ رکھ

یہ خزانہ آخرت میں کام آئے گا ترے
دل کے گوشے میں غمِ آلِ عباؑ محفوظ رکھ

نظم کرنے کے لئے واصفؔ ثنائے مرتضیٰؑ
علم کی میزان میں فکرِ رسا محفوظ رکھ

غمِ حسینؑ

مرا امامؑ ہے ۔ احمدؐ کی گود کا پالا
مجھے سکھائے گا کیا پاس بیٹھنے والا

ہے کربلا میں محمدؐ کی گود کا پالا
زمیں کے فرش پہ سوتا ہے آسماں والا

زمانہ دیکھ لے زہراؑ کے دودھ کی تاثیر
حسینؑ نے دلِ باطل کو چاک کر ڈالا

ہمیں یہ اوج ملا ہے علیؑ کی نسبت سے
ہماری فکر کا معیار سب سے ہے بالا

حسینؑ ۔ مہرِ ہدایت ہیں، دو جہاں کیلئے
خدا کے نور نے اس آفتاب کو ڈھالا

گھِرا تھا زغۂ اعدا میں فاطمہ کا پسر
لگا رہا تھا کوئی تیغ اور کوئی بھالا

غمِ حسینؑ علامت ہے آدمیّت کی
یہ سب کی بات ہے گورا ہو یا کوئی کالا

پیام اس کا صداقت کا نور ہے واصف
خدا کی راہ میں سر دے گیا خدا والا

''نُورِ حق''

ظلمت باطل مٹا کر نورِ حق پھیلا دیا
سبطِ احمدؐ آپ کے ایثار کی تنویر نے

نزع میں اکبرؑ نے جب دیکھیں شبیہ مصطفیٰؐ
بڑھ کے بوسے لے لیا تصویر کا تصویر نے

تصوّرِ کربلا

رضائے حق کی ملے گی منزل۔ کتاب و عترت کے ساتھ چل کے
کتاب کافی نہ ہو سکے گی۔ کتاب والوں سے رُخ بدل کے

اگر حقیقت کے تم ہو طالب تو پنجتنؑ کے قریب آؤ
عیاں ہیں جن سے یقیں کے جوہر یہی ہیں وہ آئینے عمل کے

ہمارا ساقی ہے کُلِّ ایماں۔ ہم اسکے ہاتھوں سے جامِ عرفاں
کبھی پئیں گے مدینے جا کے کبھی پئیں گے نجف میں چل کے

جہاں جہاں مصطفےٰؐ ملینگے وہیں وہیں مرتضیٰؑ ملینگے
خلوص کی روشنی میں دیکھو۔ شعور کے راستے پہ چل کے

غدیر کی انجمن سجی ہے، صدائے مَن کُنت آرہی ہے
چلو عقیدے کی لو بڑھائیں غدیر کی انجمن میں چل کے

ملی جو حسنینؑ کو بڑائی کہاں وہ عظمت کسی نے پائی
امامِ کون و مکاں ہوئے ہیں یہ گود میں مصطفٰےؐ کی پل کے

کہیں شہادت کے پھول مہکے۔ کہیں ہلاکت کے نقش ابھرے
کہیں جلے ہیں چراغ بجھ کے۔ کہیں بجھے ہیں چراغ جل کے

حبیبِ داورؐ کے لال تو نے بشر کو جینا سکھا دیا ہے
تری قیادت میں طے کیے ہیں حیات نے مرحلے اجل کے

وہ لمحے جن پر وفا ہے نازاں۔ خراج دیتی ہیں جنکو صدیاں
حیات کا درس دے رہے ہیں تصوّرِ کربلا میں ڈھل کے

ہمیں یہ کیا کم شرف ملا ہے عزائے مظلومؑ کربلا سے
گئے ہیں رومالِ فاطمہؑ تک ہماری آنکھوں سے اشک ڈھل کے

کمالِ فکرِ رسا سے واصفؔ سلام کے تم نشاں ابھارو
کھلا چکے نظم کے خیاباں۔ سجا چکے گلکدے غزل کے

چراغِ بہار

نظامِ گردشِ لیل و نہار ہاتھ میں ہے
مرے امامؑ کے سب اقتدار ہاتھ میں ہے

مقابلہ پہ کوئی اب یہ سوچ کر آئے
علیؑ جلال میں ہیں ذوالفقار ہاتھ میں ہے

نبیؐ کی زُلف کو تھامے ہیں یوں علیؑ کے پسر
کہ جیسے دینِ خدا کی مہار ہاتھ میں ہے

نظامِ دہر نہ کیوں کر چلے سلیقے سے
نظامِ دہر کسی ذمّہ دار ہاتھ میں ہے

حُسینؑ آتے ہیں گُلزارِ کربلا کی طرف
کلی کلی کے چراغِ بہار ہاتھ میں ہے

علیؑ کے شمیر کا رخ ہے فرات کی جانب
نشانِ سیّدِ عالی وقار ہاتھ میں ہے

نرالی شان کے مالک ہیں مرتضیٰؑ واصف
اِنہی کے مرضیٔ پروردگار ہاتھ میں ہے

مردِ مومن

جمالِ خُلقِ محمدیؐ ہوں جلالِ ضرغامِ کبریاؑ ہوں
جہانِ باطل ہے جس سے لرزاں وہ صف شکن مردِ حق نما ہوں

ازل ہے میری بقا کا جلوہ ابد کے رخ پر ہے نور میرا
جمالِ فطرت کا عکس ہوں میں نہ ابتدا ہوں نہ انتہا ہوں

کلامِ باری کا ہوں مُفسّر حدیثِ خاتمؐ کا ہوں مُبصّر
کتابِ صامت کا ترجماں ہوں کتابِ ناطق کا مدعا ہوں

کمالِ انسانیت ہی مجھ سے عُروجِ روحانیت ہی مجھ سے
دلیلِ معراجِ مصطفٰےؐ ہوں نگاہِ قدرت کا مُدعا ہوں

صراطِ خالق پہ گامزن ہوں۔ بہارِ بُستانِ پنجتن ہوں
عروسِ فطرت کا بانکپن ہوں رُموزِ وحدت سے آشنا ہوں

میں بوذریؓ فقر کا ہوں حامل میں سوزِ عمارؓ سے ہوں واصل
عیاں ہے رخ سے شکوہِ جعفرؓ وقارِ حمزہؓ سے آشنا ہوں

میں وہبؓ کلبی کا ہوں ارادہ میں عزم ہوں حُرؓ سے باوفا کا
زہیرؓ و عابسؓ کا حوصلہ ہوں بنِ مظاہرؓ کا ولولہ ہوں

میں حُسنِ اکبرؑ کی ہوں لطافت گلوئے اصغرؑ کی ہوں نزاکت
جہادِ قاسمؑ کی ہوں حقیقت جلالِ عباسؑ باوفا ہوں

مری نظر میں شباب و طفلی عمل کی منزل میں ہیں مساوی
محمدؑ و عونؑ کا رجز ہوں صدائے بیمارؑ کربلا ہوں،

وہ میں ہوں اہلِ جہاں کو جسنے دیا ہے پیغام حرّیت کا
شرف یہ کیا کم ہے مجھکو واصفؔ غلامِ سُلطانؑ کربلا ہوں

ہم لوگ

محورِ علم ہیں صاحب نظراں ہیں ہم لوگ
ہم سے الجھو نہ بڑے دیدہ وراں ہیں ہم لوگ

سیرتِ سیّدِ لولاکؐ کا دیتے ہیں پیام
گویا قرآن کا اسلوبِ بیاں ہیں ہم لوگ

ہم سے ٹکرا نہ سکے گا کبھی زعمِ باطل
نصرتِ حق کے لئے کوہِ گراں ہیں ہم لوگ

عظمتِ حیدرؑ و جعفرؑ ہے ہمیں سے قائم
دہر میں وارثِ شمشیر و سناں ہیں ہم لوگ

قنبرؓ کی شان میسر ہے بلالیؓ ہے نوا
مرکزِ نور ہیں آوازِ اذاں ہیں ہم لوگ

ہم سے اندازِ وفا سیکھ لیں دنیا والے
سوزِ عمارؓ ہیں میثمؓ کی زباں ہیں ہم لوگ

ہم نے تلواروں کے سائے میں دیا درسِ خودی
کربلا والوں کی جرأت کا نشاں ہیں ہم لوگ

جس کے الفاظ ہیں اسرارِ الٰہی کے امیں
سننے والو وہ حدیثِ دگراں ہیں ہم لوگ

صورتِ برقِ حوادث سے گذر جاتے ہیں
آتشِ گل نہیں آتش نفساں ہیں ہم لوگ

پوچھ لو زیست کے معنیٰ و مطالب ہم سے
زیست کے فلسفی و نکتہ وراں ہیں ہم لوگ

جنکی تعظیم کو اٹھتا ہے مورخ کا قلم
ہاں وہی زیب دہِ بزمِ جہاں ہیں ہم لوگ

ناز کیوں کر نہ کریں وضع پہ اپنی یارو
سربسر ہاشمی تہذیب کی جاں ہیں ہم لوگ

ہم کو ہے دعبلؓ و حسّانؓ سے نسبت واصفؔ
عصمتِ شعر و ادب کے نگراں ہیں ہم لوگ

قبلۂ اوّل

ارضِ پاک اے بارگاہِ قدس دنیائے جمال
منزلِ فکر و تصوّر ، وادیِٔ حسنِ خیال

گوشہ گوشہ تیرا روشن بام و در تیرے حسیں
ذرّے ذرّے پر ترے شمس و قمر کا احتمال

تجھکو ہے اک خاص نسبت صاحبِ معراج سے
تیری عظمت سے نمایاں ہے، شبِ اسریٰ کا حال

دینِ فطرت کی ترے دم سے ہے قائم آبرو
مرکزِ روحانیت ہے قبلۂ اوّل ہے تو

آہ کتنی تلخ یہ تاریخ کی تکرار ہے
ہر طرف سے آج تجھ پہ یورشِ اغیار ہے

آندھیوں کی زد پہ ہے اسلام کی شمعِ حیات
فوجِ باطل اہلِ حق سے برسرِ پیکار ہے

ہو رہی ہے موت سے دست و گریباں زندگی
ان دنوں سوزِ نفس سے گرمیِ بازار ہے

غیرتِ قومی کو للکارا ہے اسرائیل نے
روشنی بخشی ہے احساسات کی قندیل نے

آ گئے میداں میں اعلانِ صداقت کیلئے
سرفروشانِ وفا شوقِ شہادت کیلئے
اسوۂ شبیرؑ کے وارث نرالی شان سے
ہو گئے سینہ سپر تیری حفاظت کیلئے
جعفرؓ و حمزہؓ کے سب انداز لے کر آئے ہیں
جادۂ ایماں میں عزم و استقامت کیلئے
جنگ میں اب کام لیں گے حیدریؑ شمشیر سے
دو جہاں تھرّا اٹھیں گے نعرۂ تکبیر سے

مُرسلِ اعظم کے پیرو عاشقانِ بُوتراب
جذبۂ ایثار سے لائیں گے تازہ انقلاب
جبر و استبداد کی چھٹ جائیں گی تاریکیاں
ظلمتوں کی گود سے ابھرے گا اک دن آفتاب
پرچمِ توحید لہرائے گا تیرے دوش پر
نقشِ کفر و شرک کا مٹ جائے گا مثلِ حباب
کوئی غازی سامنے آئے گا حیدرؑ کی طرح
مومنوں کی فتح ہو گی فتحِ خیبر کی طرح

داستانِ وفا

خدا نے ہم کو بنایا ہے پاسبانِ وفا ہم اپنے خون سے لکھیں گے داستانِ وفا
ہماری جنگ ہے بندوں کی کبریائی سے

قدم بڑھایا ہے ہم نے رہِ شہادت میں شکست لکھی ہے صدّامیوں کی قسمت میں
ہماری جنگ ہے بندوں کی کبریائی سے

دیارِ کفر کو تاراج کر کے چھوڑینگے علیؑ کے چاہنے والے بتوں کو توڑینگے
ہماری جنگ ہے بندوں کی کبریائی سے

ہمارا عزم خلیلیؑ، ادا حسینیؑ ہے خدا پرست ہیں ہم رہنما خمینی ہے
ہماری جنگ ہے بندوں کی کبریائی سے

یہ فخر ہے کہ عزادارِ شاہِؑ والا ہیں اسی لیے تو زمانے میں سب سے بالا ہیں
ہماری جنگ ہے بندوں کی کبریائی سے

ہمارے پیشِ نظر اہلبیتؑ کا ہی چلن ہمیں ہیں تاج شکن، بت شکن، غرور شکن
ہماری جنگ ہے بندوں کی کبریائی سے

نبیؐ کی آلؑ سے وا صفِ ہمیں محبت ہے ہمارے قلب میں ایمان کی حرارت ہے
ہماری جنگ ہے بندوں کی کبریائی سے

نذرِ صاحب عصرؑ

آجاؤ

انساں کو وقارِ ہستی کا معیار بتانے آجاؤ
اے مہدیؑ دوراں وحدت کا پیغام سنانے آجاؤ

کونین کے ذرّے ذرّے کو خورشید بنانے آجاؤ
سوئی ہوئی بزمِ عالم کی تقدیر جگانے آجاؤ

تم پردۂ غیبت میں کب تک وحدت کے چھپاؤ گے جلوے
بے تاب ہے دنیا رحمت کے انوار لٹانے آجاؤ

جو غارِ حرا سے اٹھی تھی دھڑکن تھی جو قلبِ حیدرؑ کی
وہ نورِ حقیقت میں ڈوبی آواز سنانے آجاؤ

پھر کفر کی دنیا کو جوہر شمشیرِ علیؑ کے دکھلا دو
پھر دینِ الٰہی کی مولاؑ توقیر بڑھانے آجاؤ

تم قائمِ آلِ اطہر ہو ۔ تم وارثِ علمِ حیدرؑ ہو
تفسیرِ کلامِ داور ہو ۔ اعجاز دکھانے آجاؤ

دیدار کی حسرت میں آقاؑ بے نور نہ ہوجائیں آنکھیں
واصف کی ترستی نظروں کے دامن کو سجانے آجاؤ

زائرانِ حرم

حج ۔ محبّت کی معراج کا نام ہے
حج ۔ خداوندِ عالم کا انعام ہے
حج ۔ ہے روحِ وفا، شانِ اسلام ہے
حج سے دنیا میں ہے دیں کا جاہ و حشم
زائرانِ حرم ۔ زائرانِ حرم،

تم کو ایماں کی دولت میسّر ہوئی
دائمی تم کو راحت میسّر ہوئی
تم کو حج کی سعادت میسّر ہوئی
کیوں نہ ہو تم پہ خالق کا فضل و کرم
زائرانِ حرم ۔ زائرانِ حرم،

دل کی وارفتگی رنگ لا کر رہی
شمع روشن ہوئی حُسنِ کردار کی
تم کو حج سے ملی اِک نئی زندگی
تم دعا ہو مقدّر کے حق کی قسم،
زائرانِ حرم ۔ زائرانِ حرم

وہ لطافت سے سارے خیالات پر
وہ عبادت کا اک جذبۂ معتبر
وہ طواف و سعی، وہ مقامِ نظر
وہ لبوں پر مناجات با چشمِ نم،
زائرانِ حرم — زائرانِ حرم

وہ صفا اور مروہ تقرّب کی جاں
وہ منا اور عرفات جنت نشاں
وہ عقیدت کا ماحول دلکش سماں
آتشِ شوق بڑھتی ہوئی دم بدم
زائرانِ حرم — زائرانِ حرم

ہاتھ آیا تمہیں گوہرِ مدّعا
تم پہ نازل ہوئی رحمتِ کبریا
دیکھ کر آئے تم روضۂ مصطفیٰؐ
راہِ طیبہ سے گذرے تمہارے قدم
زائرانِ حرم — زائرانِ حرم،

ہو مبارک تمہیں یہ مبارک سفر
تم نے دیکھا دیارِ شہِ بحرؔ و بر
سبز گنبد کے جلوؤں سے کھیلی نظر
مرضیٔ رب ملی مٹ گئے سب الم؛ زائرانِ حرم — زائرانِ حرم

دیارِ سنگ

دیارِ سنگ کا دستور ہی نرالا تھا
لہو لہان تھا جو بھی شعور والا تھا

یہی جو بیٹھ گیا عافیت کے گوشے میں
لہو کی دوڑ میں آگے نکلنے والا تھا

عجیب بات تو یہ ہے کہ چند سکّوں میں
فقیہہِ شہر نے غیرت کو بیچ ڈالا تھا

شکست کھا نہ سکا وقت کے خداؤں سے
وہ آدمی بڑے عزم و یقین والا تھا

شعاعیں چھوڑ گیا زندگی کی راہوں میں
وہ انقلاب جسے روشنی نے پالا تھا

زمانہ ڈھونڈ رہا ہے کدھر گیا وہ شخص
جو اپنے خون سے تاریخ لکھنے والا تھا

وہ خود سوال کی تصویر بن گیا واصف
جواب کیلئے جس نے قلم سنبھالا تھا

لہو میرا

تاریخ کے سینے سے رستا ہے لہو میرا
ہر دور کے چہرے پر بکھرا ہے لہو میرا

کتنی ہی چٹانوں کو روندا مرے قدموں نے
کتنی ہی صلیبوں سے ٹپکا ہے لہو میرا

میں مر کے بھی زندہ ہوں تحریک کی صورت میں
کرداروں سے وابستہ رہتا ہے لہو میرا

لمحے ہوئے نم دیدہ ۔ صدیوں نے کیا ماتم
جب ظلم کے ہاتھوں نے کھینچا ہے لہو میرا

ہر ذہن کو چھوتا ہے خوشبوئے یقیں بنکر
ہر شخص کے چہرے کو پڑھتا ہے لہو میرا

اعزاز یہ کیا کم ہے خود رُوحِ صداقت نے
میزانِ صداقت میں تولا ہے لہو میرا

شعورِ کتاب

تو صاحبِ نظر ہے تو فکری نصاب لکھ اِک سلسلہ برائے شعورِ کتاب لکھ
قرآں کی روشنی میں فضائل کا باب لکھ پڑھ کر درود مدحِ رسالتمآب ﷺ، لکھ
"ما ینطق" کے علم سے لے کر شعاعِ نور اے حق شناس منقبتِ بوترابؑ لکھ

عشقِ اویسؓ و فقرِ ابوذرؓ خدا سے مانگ ہوگی ضرور تیری دعا مستجاب لکھ
طاقت کے ان خداؤں کے آگے نہ سر جھکا اپنے قلم سے ان کو نہ عزّت مآب لکھ
تیرے قلم پہ سب کی نظر ہے جمی ہوئی بڑھ کر ستمگروں کے ستم کا جواب لکھ

دربارِ کبریا میں جو ہونا ہے سرخ رو خونِ رگِ گلو سے شہادت کا باب لکھ
نقّادِ عصر دیکھ رہے ہیں تری طرف کردار سے صداقتِ امّ الکتاب لکھ

واصفؔ ترے لئے ہے یہ پیغامِ کربلا
قربانیِ حسینؑ کا تابندہ باب لکھ

ظلمتِ انوار

لوگ جب گھبرا اٹھیں گے ظلمتِ انوار سے
واقعہ یہ ہے اجالا ہم سے مانگا جائے گا

میں وہ لمحہ ہوں سنوارا ہے جسے کردار نے
میرے ہی معیار پر صدیوں کو پرکھا جائے گا

معیار عمل

کتابوں کے سفر سے انقلاب آنا ضروری ہے
کوئی مشکل نہیں محکوم ذہنوں کا بدل جانا

مورّخ کا قلم لکّھے نہ لکّھے واقعہ یہ ہے
لہو کا کام ہے تاریخ کے رخ پر مچل جانا

ہمیں اس جرم پر زنجیر پہناتی رہی دنیا
کہ ہم لوگوں نے حق گوئی کو معیارِ عمل جانا

بنامِ آگہی

لوگ تاریکی میں ہیں کب سے بنامِ آگہی
روشنی کے واسطے کچھ نام دیواروں پہ لکھ

تو خلیلی ہے تو پھر یہ مرحلہ کیا چیز ہے
اِک حقیقت کا درخشاں باب انگاروں پہ لکھ

مزاجِ کج کُلاہی

زندگی بَر دوش تھا وہ خود شناسی کا سفر
خاکساروں کو مزاجِ کج کُلاہی دے گیا

موت سے آنکھیں لڑا کر زندگی کے نام پر
زندگی کا درس اِک ننھا سپاہی دے گیا

مری جانب نہ دیکھ

کم نظر نقّاد میں صدیوں سے لیتا ہوں خراج
تو ہے لمحوں کا نمائندہ مری جانب نہ دیکھ

تو ہے جامد فکر جو ذہنوں کو کرتی ہے ہلاک
میں ہوں اک تحریکِ پائندہ مری جانب نہ دیکھ

نوحہ

زمینِ کرب و بلا پر چلو حسینؑ چلو
بنائے دیں کا مقدّر چلو حسینؑ چلو

پکارتی ہیں مصائب کی منزلیں تم کو
دکھانے صبر کے جوہر چلو حسینؑ چلو

نشانِ دینِ الٰہی، نقوشِ مہر و وفا
مٹا رہے ہیں ستمگر چلو حسینؑ چلو

نہیں ہے دیں کا محافظ کوئی تمہارے سوا
تمہیں ہو جانِ پیمبرؐ چلو حسینؑ چلو

دیا یقیں کا جلایا تھا جو محمدؐ نے
وہ آندھیوں کی ہے زد پر چلو حسینؑ چلو

خدا کی راہ میں اِسلام کی بقا کے لئے
لٹانے اپنا بھرا گھر چلو حُسینؑ چلو

تمہاری آنکھ کا تارا لہو میں ڈوب گیا
اٹھانے لاشۂ اکبرؑ چلو حُسینؑ چلو

تمہارے آخری دیدار کے لئے زینبؑ
کھڑی ہے خیمہ کے در پر چلو حُسینؑ چلو

تمہیں عبادتِ خالق کی لاج رکھنی ہے
کٹانے سجدے میں اب سر چلو حُسینؑ چلو

شہید ہونے کو بیتاب تھے سبھی واصف
سبھی کے تھا یہ لبوں پر چلو حُسینؑ چلو

نوحہ

اے حسینؑ ابنِ علیؑ تیری امامت کو سلام
شہِ کونین سلام

اپنے نانا کی شریعت کو بچانے والے
حُسنِ کردار کی تنویر لُٹانے والے
صبر و ایثار کی معراج کو پانے والے
مرضیِ حق کے طلب گار ہدایت کے امام
شہِ کونین سلام

کتنے طوفانوں سے اُلجھا ترا عزمِ کامل
تو ہے تاریخِ صداقت کا دھڑکتا ہوا دل،
آج تک لرزہ بر اندام ہے تجھ سے باطل
تیری قربانی سے زندہ ہوا دینِ اسلام
شہِ کونینؑ سلام

تیرے پیرو ہیں ترے نام کو اپنائے ہوئے
تیری سیرت کو ترے کام کو اپنائے ہوئے
آج بھی ہیں اسی پیغام کو اپنائے ہوئے
تیغ کے سائے میں تو نے جو دیا تھا پیغام
شہِ کونینؑ سلام

ہر طرف گونج رہی ہے ترے ماتم کی صدا
کہیں [illegible] سینہ زنی اور کہیں آہ و بکا
[illegible] روتے ہیں اربابِ وفا
پیش کرتے ہیں عزادار تجھے اشکوں کے جام
شہِ کونینؑ سلام

[illegible] طرف ایک عنایت کی نظر
[illegible] ایک عنایت کی نظر
[illegible] کی طرف ایک عنایت کی نظر
میرے آقا۔ مرے مولا۔ مرے مظلومؑ امام
شہِ کونینؑ سلام

نوحہ

ایمان کی خوشبو سے مہکا ہوا جُھولا ہے
تنویرِ صداقت کا اِک آئینا جھولا ہے
جذبات و عقیدت میں ڈوبا ہوا جھولا ہے
مُعجز نما بچّے کا مُعجز نما جھولا ہے
ننھے سے مجاہد کا یہ ننھا سا جھولا ہے
مظلوم کا جھولا ہے معصوم کا جھولا ہے

یہ اُسکی نشانی ہے جو ہنسلیوں والا تھا
میدان میں ہاتھوں پر لائے تھے جسے مولاؑ
گودی میں شہِ دیں کی جو ذبح ہوا پیاسا
تھا آخری نذرانہ جو سیّد والا کا
ننھے سے مجاہد کا یہ ننھا سا جھولا ہے
مظلوم کا جھولا ہے معصوم کا جھولا ہے

دنیا کو محبت کا پیغام سناؤ تم ہا
سوئی ہوئی انساں کی فطرت کو جگاؤ تم
آنسو غمِ سرور میں ہر لمحہ بہاؤ تم
اے اہلِ عزا اسکو آنکھوں سے لگاؤ تم
ننھے سے مجاہد کا یہ ننھا سا جھولا ہے
مظلوم کا جھولا ہے معصوم کا جھولا ہے

جو عاشقِ سرور ہیں دیکھیں یہ ذرا منظر
کس درجہ اُداسی ہے چھائی ہوئی جھولے پر
شش ماہے کی فرقت میں رہتا ہے بہت مضطر
کیا غم کا مُرقع ہے کیا درد کا ہے پیکر
ننھے سے مجاہد کا یہ ننھا سا جھولا ہے
مظلوم کا جھولا ہے معصوم کا جھولا ہے

صغریٰ سے ذرا کہدو وہ آکے بلائیں لے
یہ جھولا منور ہے بے شیر کی یادوں سے
اس جھولے سے وابستہ ارمان ہیں بانو کے
کیونکر نہ بھلا واصف ہر حسبِ رضا دل تڑپے
ننھے سے مجاہد کا یہ ننھا سا جھولا ہے
مظلوم کا جھولا ہے معصوم کا جھولا ہے

نوحہ

بُجھ گئی شمعِ امامت۔ نوحہ گر ہیں فاطمہؑ
لُٹ گیا باغِ رسالتؐ۔ نوحہ گر ہیں فاطمہؑ

فاطمہؑ کے چاند کو مقتل کی جانب مومنو
لے چلا شوقِ شہادت نوحہ گر ہیں فاطمہؑ

راکبِ دوشِ نبیؐ کا زیرِ خنجر ہے گلا
ٹوٹنے کو ہے قیامت۔ نوحہ گر ہیں فاطمہؑ

نہر پر شانے کٹائے باوفا عباسؑ نے
سو گیا جانِ شجاعت۔ نوحہ گر ہیں فاطمہؑ

دین کا سورج ستم کے بادلوں میں چھپ گیا
چھا گئی دنیا میں ظُلمت نوحہ گر ہیں فاطمہؑ

جل چکے خیمے، سکینہؑ کے گُہر بھی چھن گئے
ہو گئی بے پردہ عترتؑ نوحہ گر ہیں فاطمہؑ

طوق ہے گردن میں واصّف پاؤں میں زنجیر ہے
دیکھ کر عابدؑ کی حالت۔ نوحہ گر ہیں فاطمہؑ

نوحہ

پرتوِ نورِ فاطمہؑ ۔ زینبؑ
حُسنِ کردارِ مُرتضیٰؑ ۔ زینبؑ

اِک نئی شان سے مرتّب کی
تم نے تاریخِ کربلا ۔ زینبؑ

روئے باطل حجاب میں رہتا
تم نہ ہوتیں جو بے ردا ۔ زینبؑ

رک گئیں گردشیں زمانے کی
عصر کا وقت آگیا ۔ زینبؑ

سجدۂ حق میں ہیں شہِ والاؑ
آخری ہے یہ مرحلہ ۔ زینبؑ

زیرِ خنجر ہے گردنِ سرورؑ
حشر ہونے کو ہے بپا۔ زینبؑ

جن پہ کعبہ بھی ناز کرتا ہے
تم ہو وہ کعبۂ وفا۔ زینبؑ

کب سے چشمِ کرم کا طالب ہے
سُن لو واصف کی التجا۔ زینبؑ

دو قرآن

دستورِ ہدایت کے ہیں عنوان یہی دو ہیں قصرِ صداقت کے نگہبان یہی دو
اک مصحفِ صامت ہے، تو اک مصحفِ ناطق اللہ سے ہمکو ملے قرآن یہی دو

حُسینؑ ابنِ علیؑ۔

عزم و ہمّت کے دھنی سے پُوچھو راکبِ دوشِ نبیؐ سے پُوچھو
کسطرح موت سے لیتے ہیں خراج یہ حُسینؑ ابنِ علیؑ سے پُوچھو

کتابِ عشق

کتابِ عشق کا عنواں بتا دیا تونے
دیا وفا کا ہوا میں جلا دیا تونے

شہید کر کے تجھے قتل ہو گیا قاتل
لہو کی دھار کو خنجر بنا دیا تونے

دو اسلام

ایک ہے شرکِ خفی ایک ہے خالق کا پیام
اِک سیاسی ہے تو ہے ایک حقیقی اسلام
ایک اسلام ہے باطل کا پرستار و رفیق
ایک اسلام میں باطل کی اطاعت ہے حرام

ابو طالبؑ

ہے اوج پہ معیار ابو طالبؑ کا
دیکھے کوئی ایثار ابو طالبؑ کا

ایمان کی توقیر ابو طالبؑ ہیں
اسلام ہے کردار ابو طالبؑ کا

خطائے اجتہادی

کیا سیاست تھی کہ ایمانی بصیرت کھوگئی
زندگی کی راہ میں نفرت کے کانٹے بوگئی

لغزشِ فکر و نظر سے پڑگیا دیں میں شگاف
آپ کہتے ہیں خطائے اجتہادی ہوگئی

"نیزے پر ملا"

سیرت و کردار کا عنوان نیزے پر ملا، خالقِ کونین کا فرمان نیزے پر ملا
مصطفیٰ نے جسکو چھوڑا تھا اطاعت کیلئے مصطفیٰ کے بعد وہ قرآن نیزے پہ ملا

تاثرات :- از:- وقار صدیقی (پاکستان)

سوزِ دلِ بیدار ہے "محرابِ نظر" ہے
ایمان کا معیار ہے "محرابِ نظر" ہے

معمور ہے یہ سرورِ عالم کی ثنا سے
یہ "منبرِ افکار" ہے، "محرابِ نظر" ہے